



"ہر بھید کھل جاتا ہے اس جہاں میں نہیں تو اگلے جہاں میں...!!"



”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔۔

”ناولز کی دنیا“ کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔۔۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے ”ناولز کی دنیا“ [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔۔۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

(user name [@zoyatalib77](#))

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے [Blue](#) الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔۔ لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔۔

تصنع

از قلم: حمنا مریم

قسط نمبر: 01

ڈی ایچ اے اسلام آباد میں رات کے ساڑھے دس بجے بلند وبالا "کھکشاں منزل" میں کانچ کے ٹکڑے ہال کے بچوں بیچ عمدہ پتھر کی سیڑھیوں پر بکھرے پڑے تھے اور اس وقت کشادہ، محل نما گھر میں سیڑھیوں پر وہ تنہا کھڑی تھی، رات کا وقت ہونے کی وجہ سے روشنیاں جل رہی تھیں وہ سرخ ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ دو قدم نیچے اتری اور زینے پر پڑے ہوئے فوٹو فریم کو مزید ٹھوکر لگائی جو کہ اب ماربل فرش پر گر گیا۔۔۔

"میرے گھر میں کچرا مجھے پسند نہیں ہے۔۔۔ کوئی سن رہا ہے۔۔۔؟؟" اس نے چیختے ہوئے کہا

چند سیکنڈز کے وقفہ کے بعد ادھیڑ عمر خاتون شلوار قمیص میں ملبوس، نظریں جھکائے وہاں کھڑی تھیں۔

"جی بی بی جی۔۔" نظریں فریم پر تھیں۔

"جی؟؟" اس نے دانت بھیچے۔۔

"ابھی بھی مجھے کچھ مزید کہنے کی ضرورت ہے یہ کچرا میرے گھر میں مجھے کیوں دکھ رہا ہے؟" غصے کی وجہ سے چہرہ سرخ تھا۔

"وہ۔۔۔۔۔ میں معذرت چاہتی ہوں۔۔" ادھیڑ عمر خاتون پکاری۔۔

"مجھے کم از کم آپ سے اس حماقت کی امید نہیں تھی، زارا آپا۔۔"

"نہیں بی بی جی وہ نیا ملازم آیا ہے اُس نے سٹوروم کی صفائی کی تھی تو شاید۔۔۔۔۔"

"کہاں ہے؟" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی بی بی جی؟؟"

"کہاں ہے وہ؟" وہ غرائی

"کلیم۔۔!" زارا آپا نے آواز لگائی۔۔

"کلیم۔۔" اس بار وہ مزید غرائتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اسکی ایک آواز پر گھنگھریالے بالوں والا لڑکا نمودار ہوا۔

"جی؟" وہ نظریں جھکائے بات کر رہا تھا۔

"تم کل سے کام پر نہیں آؤ گے۔۔" وہ کہہ کر پلٹ گئی۔۔۔۔۔

"بی بی جی غلطی ہو گئی اس سے۔۔۔ معاف کر دیجیے۔۔"

"تو ٹھیک ہے! یہ کل سے جوائن کرے اور اسکی جگہ آپکو یہاں سے جانا پڑے گا۔" وہ پلٹی نہیں مگر رک ضرور گئی تھی۔۔

"بی بی جی یہ کل سے یہاں نظر نہیں آئے گا۔۔" زارا آپا نے شکستہ انداز میں کہا تھا۔۔۔

وہ ریلنگ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔ نازک ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ۔۔۔۔



گھڑی کی سوئیاں اس وقت ایک بج رہی تھی رات گہری ہو رہی تھی کمرے میں روشنی کے نام پر محض موم بتی جل رہی تھی۔ بیڈ پر موجود سلوٹوں سے لگتا تھا کہ یہاں پہلے کوئی دراز تھا۔ مگر اب گھڑی کی ٹک ٹک کے لیے علاوہ کوئی شور نہیں تھا۔

دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر لگاتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوا جس میز پر موم بتی جل رہی تھی وہ کرسی کھینچتے ہوئے اُس کے پاس بیٹھ گیا۔ موم بتی کی روشنی میں اس کے چہرے کے خدو خال واضح تھے۔۔۔ بکھرے بال، سفید رنگت، چھوٹی آنکھیں، ہلکی بیئرڈ۔۔۔ بلاشبہ وہ خوبصورت

تھا۔۔۔ خوبصورت تھا۔۔۔؟؟ گویا وہ خوبصورتی کا شاہکار تھا۔۔۔ اُسکی ہیزل براؤن آنکھوں سے اب ایک آنسو ٹپکا اور عارضوں پر ٹھہر گیا۔۔۔

تھا تو آنسو۔۔۔!! مگر موم بتی کی نارنجی روشنی میں سمندری پانی میں موجود سیپیوں کے موتی سے زیادہ درخشاں تھا۔

"مجھے کمزور نہیں پڑنا ہے یہ کوئی پہلی بار تو نہیں ہوا۔۔۔" اس نے یہ بڑبڑاتے ہوئے اپنی آنکھوں کو رگڑا۔

اپنی آنکھوں کو رگڑنے کے بعد اُس نے سر لکڑی کی میز پر رکھتے ہوئے موم بتی پہ اپنی نظریں جمالیں۔

اور اُسے کینڈل اسٹینڈ سے اٹھا کر اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔۔۔ گرم، سلگتا موم پگھل پگھل کر اس کی ہتھیلی پر گر رہا تھا۔۔۔ مگر اُس کے چہرے پر درد کے کوئی آثار نمایاں نہیں تھے شاید یہ اُسکے اندر موجود درد سے کم تھا

اُس نے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

اور موم بتی پر دائیاں ہاتھ مارتے ہوئے اُسے بجھا دیا۔۔۔۔۔

اب کمر اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔



وہ کشادہ کمرے میں بچھے قالین پر دھیرے دھیرے بنا کسی آواز کے قدم رکھتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھی جس پر وہ سو رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ لحاف کھینچتی.....

اس نے فوراً لحاف کو ہٹاتے ہوئے

دونوں ہاتھوں کی ساری انگلیاں کھول کر ہاتھ پھیلائے۔۔۔

"بوووم۔۔۔۔۔!!"

اُس نے چیخ ماری اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے نازک گورے ہاتھوں میں دبوج لیا۔۔۔

"پورا سکل!!۔۔۔۔۔" اب وہ اسے اندھا دھند مار رہی تھی۔

"اچھا اچھا سنیں ناں سوری۔۔"

"تم آئندہ ایسا کرو گے عبداللہ؟"

"بالکل۔" اُس نے قہقہہ لگایا۔

"ٹھیک ہے جو کرنا ہے کرو۔۔۔۔۔" اپنا رخ دروازے کی طرف موڑ گئی۔۔

"بالکل نہیں۔۔۔ میرا مطلب تھا۔" عبداللہ نے اپنی صفائی میں کچھ لمحے پہلے دیے جواب کو صفائی

سے بدل ڈالا۔۔۔۔۔

"سنیں ناں سوری بی بی جی!" وہ اچھلتے ہوئے بیڈ سے اٹھا اور کانوں کو ہاتھ لگائے۔۔۔

ایک پل کے لیے اس کے سنجیدہ چہرے پر مسکان ابھری مگر پھر سنجیدہ ہوتی، پیشانی پر بل لیے واپس

پلٹی۔۔۔۔۔

"تیار نہیں ہونا ہے کیا؟"

"ہاں ہاں، خود تو بی بی جی تیار کھڑی ہیں۔۔"

"آ۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔ آئیپی چھوڑ دیں۔۔" اب وہ درد سے کراہ رہا تھا ہاتھ سے زور لگا کر اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

"آپی۔۔۔؟؟"

وہ جانتی تھی ہمیشہ کی طرح وہ اُسے آئی لو یو بولنے والا تھا جیسا کہ ہر صبح کا معمول تھا۔۔۔ وہ جواب دیتے جا چکی تھی اور وہ بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔ عبد اللہ اُسکا چھوٹا بھائی تھا اور واحد شخص تھا جس نے اسے ہنستے دیکھا تھا عبد اللہ سے اُسکی انسیت قیمتی جو اہرات کو دیکھ کر ایک لالچی کے من میں ابھرنے والی محبت سے زیادہ تھی اور یہ اُسی کا کہنا تھا (ہائے کیا کہنے اُسکے)



"آج ہم سمندر دیکھنے جائیں گے بابا۔۔۔۔؟؟" سر پر سکارف اوڑھے، گندمی رنگت والی بارہ سالہ لڑکی اپنے باپ کی انگلی تھامے کراچی کی تنگ گلیوں میں سے گزر رہی تھی۔۔۔

"ہاں میری گڑیا ہم وہیں جائیں گے۔۔"

"بابا سمندر کتنا گہرا ہوتا ہے؟" اپنے منہ کو اس نے اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے باپ کے چہرے پر نظر دوڑاتے ہوئے نیا سوال داغا۔۔۔

"بیٹا اتنا گہرا کہ اُسکی گہرائی میں کچھ بھی سما جائے۔۔۔" والد نے اس کے بچکانہ سوال کا جواب دیتے ہوئے لبوں پر مسکراہٹ سجالی۔۔۔

"بابا کنویں جتنا؟؟؟" وہ بھی گڑیا تھی، ایک دو سوال سے اسکا من کہاں بھرنا تھا دماغ کی دہی بنا کر ہی ماننا تھا۔۔۔

"نہیں میری گڑیا اُس سے بھی زیادہ۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔" والد نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر اب باقاعدہ باہیں کھول کر جواب دیا۔۔۔۔۔ لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔

"بابا وہ کیا ہے۔۔؟" اب اُس نے سامنے ریڑھی پر موجود مٹی کے برتنوں میں سے صراحی کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

"بیٹا یہ مٹی کا برتن ہے۔۔۔"

"بابا مجھے وہ لینا ہے۔۔۔۔"

"تم کیا کر وگی اسکا؟" والد حیران ہوئے۔۔۔

"میں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔" اٹکتے ہوئے بولی اور ٹھوڑی پر انگلی جمائے سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

"میں ناں اس میں ریت بھروں گی۔" سوچ بچار کے بعد اس نے برتن خریدنے کی ٹھوس وجہ پیش کی۔۔۔۔

"وہ کس لیے؟؟؟"

"مجھے ماں کو دکھانی ہے۔۔"

والد نے قہقہہ لگایا، "کیوں بیٹا ماں نے پہلے ریت نہیں دیکھی کیا؟؟؟"

"او فوووہ۔۔۔۔۔ سمندر کی ریت تو ماں نے نہیں دیکھی ناں۔۔۔۔۔" ہاتھ ماتھے پر مارتے کہا۔۔

"اچھا ہم یہ جاتے ہوئے لیں گے۔۔" والد نے ٹالنا چاہا۔۔۔۔۔

"نہیں بابا مجھے تو یہ ابھی چاہیے۔۔" وہ مصر ہوئی۔۔۔۔۔

اسکے اصرار کرنے پر والد نے مٹی کا صراحی نما برتن (مٹکہ) اسے دلایا گڑیا وہ خوشی سے چہک اٹھی۔۔۔۔۔



وہ وائٹ جینز اور ریڈ شرٹ میں ملبوس ڈائمنگ ہال میں بیٹھے بے چینی سے اپنی ٹانگ ہلا رہا تھا پھر نظریں کلائی پر بندھی گھڑی پر جمائیں۔۔

"آپ۔۔ی۔۔" اس کے الفاظ تو جیسے منہ میں ہی رہ گئے وہ سیاہ جینز۔۔۔ سیاہ شرٹ، اور گلے میں سلک کا مفلر لیپٹے ہیل شوز کی ٹک ٹک سے سیڑھیوں کے زینے پھلانگ رہی تھی سیاہ بال جوڑے میں مقید تھے، مگر دو آوارہ لٹیں گالوں کو چھو رہی تھیں۔۔

وہ کچھ بول رہی تھی بائیں کان میں بلیک ایئر پورڈ تھا شاید وہ کسی سے بات کر رہی تھی ڈائمنگ ہال میں آتے ہی صدر کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔

عبد اللہ اسے خفگی سے دیکھ رہا تھا جب اس نے کال بند کی۔۔

"تم نے کھانا شروع نہیں کیا؟ میرا انتظار کیا، بہتر کیا۔۔" ہمیشہ کی طرح حق جتایا۔

زارا آپا نے دونوں کو کھانا سرو کیا اب وہ گلاس میں اورنج جو س انڈیل رہی تھیں کہ عبد اللہ نے مکھن لگے سلائس کو زارا آپا کی طرف بڑھایا زارا آپا کی نظریں اس کی جانب مڑیں جو بریڈ سلائس پر مکھن لگانے میں مصروف تھی۔

"بیٹھ جائیے۔۔" بنا اوپر دیکھے کہا۔

زارا آپا نے کرسی کو کھینچتے ہوئے ایک عقیدت بھری نگاہ اس پر ڈالی اور کھانے لگیں۔۔۔

صبح کے ساڑھے دس سفید محل کے گیراج میں وہ اپنی کالے رنگ کی "Bugatti Divo" میں شان بے نیازی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو جکڑے گورے ہاتھوں کی مٹھی کو اسٹیرنگ پر نقش "B" پر مار رہی تھی

اب انگوٹھے سے لال بٹن پر دباؤ بڑھایا۔۔۔۔۔ ہارن کی آواز سنتے ہی وہ بھاگتا ہوا آیا اور اسکے ساتھ پینجر سیٹ سنبھالی۔۔

"آپی مجھے سٹیشنری کی بجائے سعد کے گھر چھوڑ دیں پلیز! مجھے اس سے کچھ اسائنمنٹس کے متعلق پوچھنا ہے۔۔"

"اس سعد کا بھی کچھ کرنا پڑے گا۔۔" اُس نے یہ کہتے ہوئے سڑک کا موڑ کاٹا۔۔

اسلام آباد کی سیدھی، صاف ستھری اور وسیع سڑک سورج کی تند و تیز روشنی میں چمک رہی تھی اسکی گاڑی ہواؤں سے گویا تھی۔

"عبداللہ۔۔۔۔؟" یہ اب تک کی تیسری آواز تھی جو وہ اُسے لگا چکی تھی مگر وہ اپنے موبائل میں ویڈیو گیم کھیلنے میں اس قدر مگن تھا کہ اُسکی آواز جیسے اُسکے کانوں نے سنی ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

اس نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے گھورا اور لمحہ بھر میں اُسکے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر وینڈو مرر سے باہر سڑک پر پھینک دیا۔۔۔ اور گاڑی کی سپیڈ کو مزید بڑھایا۔۔

"میرا موبائل۔۔۔۔" وہ ششدر رہ گیا تھا اور رخ موڑے سڑک کو دیکھ رہا تھا جہاں چند ایک گاڑیاں پیچھے آرہی تھیں۔۔

"میرا موبائل۔۔" وہ پھر بڑبڑایا۔۔۔۔۔ اور گردن دائیں جانب گھماتے اس پر سرسری نگاہ ڈالی جو سڑک کا موڑ کاٹ چکی تھی۔۔۔۔۔

"نیال جائے گا۔۔۔ جب میرے ساتھ ہوتے ہو، میرے پاس بھی رہا کرو۔۔۔" یہ کہتے ہوئے جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔۔

"اُترو اب۔۔۔"

وہ دنگ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اُترو میں نے کہا۔۔۔" وہ پھر غرائی

"سوری آپ۔۔۔!" انداز التجائیہ تھا۔۔۔

"سعد کا گھر آگیا معذرت بعد میں کرنا۔۔۔" اس نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔

"آپ بھی ناں قسم سے!!" وہ یہ کہتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔۔۔ اب وہ سڑک کے کنارے کھڑا اُسکی برق رفتار گاڑی کو دیکھ رہا تھا جواب بادلوں کی طرح یکدم نظروں سے اوجھل ہو رہی تھی۔۔۔۔۔



"تمہاری ماں تو اپنے محبوب کے ساتھ فرار ہو گئی اور تمہارا باپ وہ کفن اوڑھ کر سو گیا افسوس ان دونوں باتوں سے زیادہ اس بات کا ہے کہ تجھ جیسی آفت کو ہمارے سر چڑھا دیا، تم سے بہتر تو کچرا ہوتا ہے جس سے اکتاہٹ ہونے پر اُسے کوڑے کے ڈرم میں پھینک کر اس سے نجات پاسکتے ہیں، اور ہم صاف ستھرے۔۔۔۔۔"

"مگر تم ----؟" اس آواز کے ساتھ اُس کے گال پر پڑنے والے تھپڑ کی گونج نے اُسے گہری نیند سے بیدار کر دیا تھا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

کل رات کا منظر ڈراؤنی فلم کی طرح دماغ کی سکرین پر نمایاں ہوا تھا اس نے ہیزل براؤن آنکھوں کو میچا اور کنپٹی کو انگلیوں کے پوروں سے مسلا۔۔۔ ریشمی سفید پردے جن پر ہلکے جامنی رنگ کی دھاریاں، اور سرمئی پھول بنے ہوئے تھے ان سے سورج کی تند و تیز روشنی کی کرنیں پورے کمرے میں اجالا کر رہی تھی۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں اور کمرے پر ایک نظر دوڑائی لکڑی کی میز پر رات کی پگھلی موم اب جم چکی تھی کینڈل سٹینڈ ڈھے گیا تھا میز کے ایک کنارے چند موٹی جلد والی کتابیں ایک دوسرے پر تہہ لگی پڑی تھیں۔۔۔

اتنے میں اذان کی آواز کانوں میں رس گھولنے لگی اس نے گردن پیچھے کی جانب گھمائی بیڈ کراؤن کے پیچھے سفید پینٹ والی دیوار پر لگے کلاک کو دیکھا، کلاک کے نیچے اسکی تصویر تھی جس میں وہ مسکرا رہا تھا ہیزل براؤن آنکھیں بھی مسکرا رہیں تھیں۔۔۔۔

وہ اچانک سے کھڑا ہو گیا اور ظہر کی نماز کے لیے وضو کے ارادے سے باتھ روم کی جانب بڑھا اسکی فجر قضاء ہوئی تھی۔۔۔

خاموش کمرے میں کھٹاک کی آواز گونجی جو زور سے باتھ روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ پیچھے چھوڑ گیا تھا۔۔۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ.

ترجمہ: "پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار"

رکوع کی تسبیح اس نے کتنی بار پڑھی تھی معمول کے مقابل آج اس نے زیادہ دیر رکوع میں قیام کیا تھا۔۔۔۔

اسی دوران اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکے اور گردن پر لڑھک گئے۔۔۔۔۔ پھر کتنے ہی آنسوؤں نے اسکے عارضوں کو بھگو ڈالا۔۔۔

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

ترجمہ: "اللہ عزوجل نے اُس کی سن لی جس نے اُس کی تعریف کی"

ہلکی بڑھی داڑھی سے آنسو ٹپک کر خاکستری رنگ کے جائے نماز پر گرا۔۔۔۔۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔"

آنسو نہیں تھمتھے تھے، سانسیں برہم تھیں۔۔۔۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى.

ترجمہ: "پاک ہے میرا پروردگار جو بلند تر ہے۔"

یہ الفاظ اس نے ساتویں بار دہرائے تھے اور پھر بار بار۔۔۔۔۔ بہت بار۔۔۔۔۔

مئی کا آخری دن تیز ہوا کے باوجود سوزاں تھارنگیں نقش و نگار والی سیلنگ پر لگا پنکھا چل رہا تھا۔۔۔۔۔

کھڑکی کے کھلے پٹوں سے آنے والی ہوا سے سفید پردے پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ نماز پڑھ چکا تھا، اب وہ چند لمحے پہلے کی نسبت قدرے پرسکون تھا۔۔۔۔۔ چہرہ کم گیلا

تھا۔۔۔۔۔ آنسوؤں کی دھار نے دودھیا چہرے پر نشان بنا دیے تھے۔۔۔۔۔

ہتھیلیاں پھیلائے دعا مانگ رہا تھا، آنکھیں کرب زدہ تھیں اور لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔

دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے اب وہ خاکستری جائے نماز لپیٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اللہ کا در بھی کتنا کمال کا ہے نا۔۔۔۔۔"

جہاں یہ طعنہ نہیں ملتا کہ مرد ہو کر رو رہا ہے، ناں یہ نصیحت کہ مرد نہیں روتے، اور ناں سوال کہ مرد ہو کر کیوں رو رہے ہو؟ اگر کچھ ملتا ہے تو سکون، امید، دلاسا، اور نجات آنسوؤں سے بھی اور غم سے بھی۔۔۔۔۔"

اس سوچ نے اسکی مسکراہٹ کو مزید آشکار کیا تھا۔۔۔۔۔



گڑیا ساحل کے کنارے ننھے ہاتھوں سے صراحی دار برتن میں ریت بھر رہی تھی اس بات سے انجان کے کسی کی نظریں مسلسل اسے دیکھ رہی تھیں، وہ نظر الفت بھری تھی۔۔۔ حیرانی والی۔۔۔ یا پھر کوئی تجسس۔۔۔ یہ جاننے کے لیے کہ وہ آخر ریت کیوں بھر رہی تھی۔۔۔؟؟

والد دور کھڑے کسی دوست سے گویا تھے بالکل اس بات سے غافل کہ ان کے ساتھ گڑیا بھی یہیں ہے۔۔

اس نے برتن کو کمر پر ٹکایا اور اٹھنے لگی

"ماں۔۔۔۔" وہ چلائی۔۔

ریت سے بھرا برتن اسکے ہاتھ سے ایسے پھسلا کہ ریت پھر سے گر گئی۔۔۔ اب برتن میں تھوڑی ریت ہی بچی تھی۔۔۔

"ماں کی ریت!" کہتے ہی زیریں لب کو اٹھاتے، بالائی لب پر جما لیا لہجے میں افسردگی تھی، سفید رنگ کا سکارف میلا کچلا ہو چکا تھا، لیکن افسوس ریت گرنے کا تھا۔۔۔

دو چھوٹے گورے ہاتھوں نے اسکا ساتھ دینا شروع کیا جب وہ بیٹھے ایک بار پھر سے ریت بھرنے لگی تھی۔۔۔

گڑیا کی نظر اُسکے ہاتھوں سے پھسلتے اسکے چہرے پر ٹکی وہ جینز شرٹ میں ملبوس گوری رنگت والا لڑکا بھوری آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

"تم اسے مجھ سے چھین لو گے؟؟" اسے اسباب چھیننے کا ڈر لاحق ہوا۔۔۔

"نہیں بھی میں کیوں لوں گا؟؟"

"تو پھر تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟؟ بتاؤ بتاؤ۔۔۔۔"

"کیونکہ۔۔۔" اس نے اپنے لب کاٹے۔۔

"میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کروگی؟؟"

گڑیا نے گردن موڑ کر ایک نظر دور کھڑے والد پر دوڑائی اور نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے یہ برتن پکڑا دو گے۔۔" وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھی۔۔۔

لڑکے نے اسے برتن تھمایا اور اب وہ گڑیا کو دیکھ رہا تھا جو والد کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔



گاڑی جھٹکے سے ایک بلند و بالا عمارت کے سامنے رکی دو سیڑھیاں چڑھتے اس نے شیشے کے دروازے کا ہینڈل ہاتھ میں پکڑا۔۔۔ پاس کرسی پر بیٹھا گارڈ، کھڑا ہوا اور اسے سلام کیا وہ ایک نگاہ اس پر ڈالے، بغیر جواب دیے اندر چلی گئی۔

"ہیلو باس۔۔۔"

"ہیلو باس گڈ مارننگ۔۔۔۔"

"ہیلو باس۔۔۔۔"

وہاں موجود ہر کوئی مرد و عورت اسے سلام کر رہے تھے وہ انہیں دیکھتے سر کو خم دے رہی تھی اوپر نیچے۔۔۔۔

سامنے دیوار پر "KK Creations" سنہری رنگ سے لکھا گیا تھا۔۔۔۔۔

دو لڑکیاں کمپیوٹر کے پاس بیٹھے دھیرے دھیرے سرگوشی کر رہیں تھیں جب اسے دیکھتے ایک لڑکی بوکھلا کر ساتھ والی کو کہنی مارتے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"ہیلو باس۔۔۔۔"

اس نے یہ الفاظ پورے نہیں سنے تھے کہ وہ شیشے کے دروازے کے اُس پار چلی گئی۔۔۔۔۔

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔۔۔۔۔

"مے آئی کم ان؟" (کیا میں اندر آجاؤں؟)

بھاری مردانہ آواز آنے پر اس نے وہاں کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

سوڈ بوٹڈ آدمی ہاتھ میں سرخ فائل لیے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

لیپ ٹاپ پر گردش کرتی اسکی انگلیاں تھم گئی تھیں۔۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔!!"

"ہیلو۔۔۔!!" پہلے شخص کو ہیلو کے جواب میں ہیلو ملا تھا وہ اسکا "پی اے" تھا اتنا تو بنتا تھا۔۔۔۔۔

"باس آپکے ڈیزائنز شہر کے ایک ڈیلر کو بہت پسند آئے وہ آپ سے میٹنگ کا کہہ رہے تھے۔"

"کب؟؟"

"باس انکو تھوڑا جلدی تھی تو۔۔۔ آ۔۔ آج کا۔۔ ہی۔۔" وہ زرا ہچکچا کر بول رہا تھا یا شاید ڈر رہا تھا ڈرنا بنتا تھا، پی اے تھا باس نہیں۔۔

"آدھے گھنٹے میں میٹنگ اریج کرو عدیل۔۔" اس نے اس کے ہاتھ سے فائل تھامی جو وہ اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔

چالیس منٹ بعد وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوئی، ہاتھ میں سرخ فائل تھامے ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ۔۔۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں سلک کے مفلر میں الجھائے اسے سیدھا کر رہی تھی۔۔۔

"ہیلو۔۔۔" کہتے ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ میٹنگ روم میں بڑی میز کے گرد قطار میں کرسیاں لگائی گئی تھیں وہاں دو ادھیڑ عمر افراد اس کے ہیلو کا جواب دے رہے تھے۔۔۔

عدیل سامنے دیوار پر لگی اسکرین کو دیکھے کچھ بول رہا تھا۔۔۔ اسکرین پر دیدہ زیب ہار تھا جو بہت عمدہ طریقے سے ڈیزائن کیا گیا تھا دونوں آدمی اسکرین کو دیکھ رہے تھے جن پر وقفہ بہ وقفہ تصویریں بدل رہیں تھیں مگر سب کی سب عمدہ۔۔۔ ایک سے بڑھ کر ایک۔۔۔

"آپ کا فائل ڈسجین کیا ہے سر؟" اس نے ادھیڑ عمر شخص سے پوچھا اسکرین سیاہ تھی عدیل ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"آپکے ڈیزائنز بہت ہی نفیس ہیں اس میں فائل کی کیا بات ہے بیٹا بلکہ۔۔۔۔۔"

"میم۔۔۔" اس سے پہلے کہ ادھیڑ عمر شخص اپنی بات مکمل کرتا اس نے بات کاٹ دی۔۔

"جی؟؟؟" وہ شخص نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"میں نے کہا بیٹا نہیں میم ہمیں ڈیل کرنی ہے رشتہ داری نہیں۔۔" انداز میں تھل تھا اور آواز بلند۔۔۔۔

"اوہ جی میم۔۔۔۔ آپکا نام؟؟؟"

"کھکشاں۔"

"اور باپ کا نام؟؟؟" دوسرا شخص بول پڑا۔۔۔

"مجھے اپنا کام بیچنا ہے اپنا باپ نہیں۔۔" انداز میں تھل نہیں تھا، لہجہ سخت، پیشانی پر بل اور سبز آنکھوں میں سرخی۔۔۔۔

"مارکیٹ میں پروڈکٹ سیل کرنے کے لیے" کے کے "(kk) نامی ٹیگ ہی کافی ہے۔۔۔۔"

اب عدیل گویا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ شخص اب خاموش تھا۔۔۔۔

"میرا نام وحید الدین اور انکا نام جمال الدین۔۔" وحید الدین نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔



جون کے مہینے میں ، جب سورج غروب ہونے کو تھا ہلکی دھوپ میں وہ شلوار قمیض میں ملبوس گارڈن میں ٹہل رہا تھا۔۔۔ اور دیوار پر کھلے ہوئے کا سنی رنگ کا پھول ، جو شاید ابھی ہی کھلا تھا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اب اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔۔۔

"بوجھو تو کون ؟" زیادہ پیچ والی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔

"عشال۔۔۔۔" وہ یکلخت بول پڑا۔۔ ہاتھوں کا پردہ آنکھوں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ آنکھوں کے سامنے پھر سے کا سنی رنگ کا پھول آگیا تھا جو پھر سے توجہ کا مرکز بنا۔۔۔

"رستم بھائی۔۔۔۔ مجھے ملو گے بھی نہیں۔۔۔۔" وہ شکوہ کر رہی تھی ۔۔۔

"کیوں نہیں۔۔۔۔" رستم نے اُسے گلے لگاتے ہوئے کہا اب وہ اسکا ماتھا چوم رہا تھا۔۔۔

"عشال بیٹا ، فائنل کب ہیں ؟" وہ سب کھانے کی میز پر موجود تھے جب کلثوم بیگم کی آواز نے خاموشی کو چیرا تھا۔

"موم پڑھائی کے علاوہ بھی کوئی بات کر لیا کریں۔۔۔۔" اسکے چہرے کے زاویے بگڑے اس سوال نے اسے خاصہ بد مزہ کیا تھا۔۔۔۔

"تم کھاؤ گے یا الگ سے انویٹیشن دینا پڑے گا۔۔" وہ اب رستم پر غصہ نکال رہیں تھیں۔۔۔

(کلثوم بیگم رستم کی سوتیلی ماں تھیں اور سوتیلا ہونے کا فرض نبھانے میں کوئی کسر نہیں رکھتی تھیں۔۔۔ عشال انکی چھوٹی بیٹی تھی۔۔۔ اور احتشام ان کا بڑا بیٹا۔۔۔۔ طیار (رستم کے والد اور کلثوم

بیگم کے شوہر) کی وفات کے بعد رستم کے لیے اُنکی محبت بالکل ختم ہو چکی تھی جو پہلے ہی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔۔۔

جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ طیار صاحب مرتے ہوئے وصیت میں اپنی ساری جائیداد رستم کے نام کر گئے تھے۔۔

رستم "ماں" کے ادب و احترام میں کلثوم بیگم کے تمام ٹارچر ز کو خاموشی سے سہن کر لیتا تھا۔۔
رستم انکے کہتے ہی پلیٹ میں چاول ڈالنا شروع کر چکا تھا۔۔۔۔ اور بسم اللہ پڑھتے ہی کھانے لگا۔۔۔۔



"ماں یہ ریت تمہارے لیے۔۔" وہ بڑی خوشی سے ریت سے بھرا مٹکہ ماں کو تھما رہی تھی۔۔۔۔
"گڑیا یہ؟؟ میں کیا کروں گی اسے؟" وہ دنگ اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔

"لو اب کیا کروں گی؟ پہلے تو کہتی تھی اسکی بہت ضرورت ہے۔۔۔" اس نے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کھولی اور اسے ماتھے پر مارا۔۔۔۔

"ارے باولی! میں کیا کروں گی اسے۔۔۔۔؟؟" ماں نے جھنجھلاتے ہوئی کہا۔۔۔

"ماں تم نے ہی تو کہا تھا کوئی ایسی چیز چاہیے جس سے تمہیں سکوں مل سکے۔۔۔ غموں کی تپش سے رہائی مل جائے اور دل شانت ہو جائے۔۔" وہ ماں کے الفاظ انہیں حرف بہ حرف لوٹا رہی تھی۔۔۔۔
ماں نے قہقہہ لگایا اور گڑیا کا ماتھا چوما۔۔۔۔

پاس ہی والد اور ماں سوئے تھے۔۔۔

"تو پھر تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟"

"کیونکہ۔۔۔۔ میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ کروگی؟؟؟"

دوپہر کی ملاقات اسکے چھوٹے ذہن سے نہیں نکل رہی تھی۔۔۔ سوال بھری آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے چٹکی ماری۔۔۔ اور آنکھیں موند لیں۔۔۔ شرارتی خیال نے ذہن کی بتی جلا دی تھی۔۔۔



"آج تک میں نے یہ حق کسی کو نہیں دیا کہ وہ جان سکے۔۔۔۔"

میرا باپ کون ہے؟

اُسکا نام کیا ہے؟

وہ کہاں تک کامیاب ہے؟

کیا کرتا ہے ؟

کہاں ہے ؟

اور مجھے یہ حق کسی کو نہیں دینا ہے۔۔۔۔۔"

"کے کے" نے ٹوٹے ہوئے فریم کو ہاتھ میں تھامے کہا جس پر اُسکے ابا کی تصویر تھی۔۔۔

"جانتے ہیں کیوں ؟

کیونکہ۔۔۔۔۔؟؟"

وہ بات کرتے کرتے رک گئی۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے آپکی بیٹی کہے۔۔۔۔۔"

"آپکے نام سے لوگ مجھے جانیں۔۔"

"میرے تعارف کے لیے آپکا نامی سہارا لینا پڑے۔۔۔۔۔ ایک گھٹیا شخص کا۔۔۔"

اُسکے چہرے کی اداسی اب غصے میں بدل گئی تھی ہاتھ میں پکڑی تصویر کو دور پھینکا جواب سٹور روم میں پڑی ایک کرسی کے نیچے جاگری تھی۔۔۔۔۔

رات کے پچھلے پہر کھٹاک کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھی اور سٹور روم سے نکلتے ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔۔



بارہ سالہ گڑیا تنہا، تپتی دوپہر میں کراچی کی تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے سمندر پر آگئی تھی۔۔۔۔ گرمی کی وجہ سے بھیڑ نہیں تھی مگر چند سیاح موجود تھے۔۔۔۔ وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اسکی نظر ایک جوان لڑکی پر پڑی جو سمندری پانی سے اپنے پاؤں بھگو رہی تھی۔۔۔۔ جوان اور خوبصورت لڑکا اسے کیمرے میں کیپچر کر رہا تھا۔۔۔۔ وہ انہیں دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔

"مجھے ڈھونڈ رہی ہو؟" کسی نے اسکے کندھے کو ہلکا سا تھپکا۔۔۔۔

وہ اس آواز پر پلٹی۔۔۔۔ وہی کل والا گورا لڑکا اسکے سامنے تھا۔۔۔۔ پھر سے مسکراتا ہوا۔۔۔۔

"تم۔۔۔۔ تم۔۔۔۔" وہ دنگ رہ گئی تھی۔۔۔۔

"مجھے نہیں ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔" وہ یہ کہتے ہی رخ موڑ گیا۔۔۔۔

"دوستی کیوں کرنی تھی مجھ سے؟" گڑیا نے اسکے سامنے کھڑے ہو کر اپنی باہیں کھول دیں۔۔۔۔ وہ اسے روک رہی تھی۔۔۔۔

"مجھے لگا ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں اسی لیے۔۔۔۔"

"یہ تو بہت عجیب وجہ ہے۔" وہ بد مزہ ہوئی۔۔۔۔ سارا تجسس پل میں ہوا ہوا۔۔۔۔ کھلے بازوؤں کو سمیٹ لیا۔۔۔۔

"تو پھر کیسی وجہ ہونی چاہیے؟"

"مجھے لگتا ہے ہر کام کی ٹھوس وجہ ہونی چاہیے"....

"مطلب۔۔۔؟؟؟" اس نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔۔

"مطلب اگر تمہارا لگاؤ مذہب سے ہے تو نیک دوست بناؤ۔۔۔ اگر گانے سننا پسند ہے تو اُسے دوست بناؤ جس کے پاس کمپیوٹر ہو۔۔۔ یا بڑی سکرین والا موبائل۔۔۔" اس نے بڑی سکرین بتانے کے لیے ہاتھ شانوں تک لے جا کر پھیلانے تھے۔۔۔ کمپیوٹر اور ٹیب کا ذکر کرتے وہ عجیب خوشی سے چہک رہی تھی۔۔۔۔

مگر یکدم لہجے میں اداسی گھل گئی۔۔۔

"لیکن ماں کہتی ہے کہ دوست اچھے بنانے چاہیے۔۔۔ برے دوست آپکو برا بنا دیتے ہیں اور آپکو پتا بھی نہیں چلتا کب آپکے بائیں کندھے والے فرشتے کا کام بڑھ جاتا ہے۔۔۔

تمہارے پاس کونسی وجہ ہے میرا دوست بننے کی؟" گڑیا نے بھنویں اچکائے سورج کی تند و تیز روشنی میں پیشانی پر بل تھے۔۔۔ آنکھیں نہ پوری کھلی ہوئیں تھیں نہ پوری بند۔۔۔۔

"میں مسلمان ہوں۔۔۔۔ تم بھی تو ہو، تو دوست بن جاتے ہیں۔۔۔ دوستی قائم کرنے کے لیے اسلام سے اچھی وجہ تو نہیں ہو سکتی نا۔۔۔۔" اس لڑکے نے گڑیا کا مطلب سمجھتے ہی اچھی وجہ پیش کی تھی۔۔۔۔

"چلو پھر ہاتھ ملاتے ہیں۔۔۔۔" گڑیا نے ہاتھ بڑھایا جسے اس نے جلد ہی تھام لیا۔۔۔۔

چند پلوں کے بعد دو ننھے وجود سمندر کنارے بیٹھے تھے، چہرے چمک رہے تھے۔۔۔ خوشی سے بھی اور دھوپ سے بھی۔۔۔۔۔

وہ ریت سے بنائے گھر پر ننھے منے ہاتھ پھیر رہی تھی اور ساحل کے کنارے سے کبھی کبھار ہاتھوں کو پانی لگا رہی تھی۔۔۔۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" بھوری آنکھوں والے نے سوال کیا۔۔۔۔

"گڑیا۔۔۔" وہ یک لفظی جواب دیے پھر سے ریت سے بنے گھر کی اونچی ڈھلوان پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

"تمہارا نام۔۔۔۔ میں نے پوچھا۔۔۔ اس نے نام کو لمبا کھینچنے ہوئے کہا۔۔۔ گو وہ اسکے گڑیا نام بتانے پر اسکا مزاق اڑا رہا تھا۔۔۔۔

"گڑیا۔۔۔ میں نے بتایا۔" اب کی بار اس نے بھی گڑیا کو لمبا کھینچنے ہوئے کہا گو اسکی کم عقلی پر طنز کیا۔

"گڑیا۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔۔۔۔۔

(یہ کیسا نام ہوا۔۔۔؟؟) اس سوچ سے اسکے منہ کا زاویہ بگڑا۔۔۔ اس نے لب ٹیڑھے کیے۔۔۔ ناک سکیرٹی۔۔۔

"بابا مجھے گڑیا کہتے ہیں۔۔۔۔ ماں کہتی ہے میں رحمت ہوں۔۔۔۔"

(خیر ماں تو اور بھی بہت کچھ کہتی ہیں)

آفت-----مصیبت-----

شاطر-----چالاک-----

بے وقوف-----ڈرامے باز-----کام چور-----

اسے سارے لقب یاد آئے مگر یہ وہ اپنے نئے دوست کو نہیں بتانے والی تھی۔۔۔)

اس نے اب اپنے نام کا پورا مطلب سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"اچھا گڑیا، اچھا نام ہے۔" اس لڑکے نے جواباً کہا۔۔۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"سنی" (sunny)

"تمہارا گھر کہاں ہے؟؟"

"یہیں۔۔۔ تھوڑی دور۔۔۔"

"تمہارا؟؟"

"دور۔۔۔ بہت دور۔۔۔"

"تو مجھے تم سے دوستی نہیں رکھنی۔۔۔" وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"مگر کیوں؟؟" اسے کھڑا دیکھ وہ بھی کھڑا ہوا۔۔۔

"تم تھوڑی نہ ادھر رہو گے"....

"میں تم سے بات کروں گا۔"

"بات؟؟؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی

"ہاں۔۔۔" یک لفظی جواب

"مگر وہ کیسے۔۔۔؟؟"

"فون پر۔۔۔۔"

"بابا مجھے فون دیں گے۔۔۔؟؟ بلکل نہیں۔۔۔ تم تو باولے ہو۔۔۔" وہ یہ کہتے ہوئے چل پڑی۔۔۔

"اچھا سنو جب تک یہاں ہوں تب تک دوستی کر لو۔۔۔" وہ اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"پھر تم دور چلے جاؤ گے۔۔۔ دوستوں سے دور رہنا مشکل ہے۔۔۔" نہ اسکے قدم رکے تھے نہ

زبان۔۔۔۔

"مشکل تو ہے۔۔۔۔"

"بہت مشکل۔۔۔" اس نے تصحیح کی۔۔۔ اب وہ سفید سکارف سے ہاتھوں کو صاف کر رہی تھی۔۔۔

"میرا یہاں کوئی دوست نہیں ہے۔۔۔ مجھے لگا تھا مجھے دوست مل گئی ہے۔" لہجے میں افسردگی تھی۔

"کوئی دوست نہیں ہے۔۔۔۔ چلو ٹھیک ہے۔" اسکا لہجہ سنی سے قدرے زیادہ افسردہ تھا۔۔۔۔ وہ

پلٹی۔۔۔۔ پیشانی پر بل ابھرے۔۔۔ آنکھیں چھوٹی ہوئیں۔۔۔ اس نے غصے سے دانت

بھینچے۔۔۔۔ ناک بھلائی۔۔۔۔ وہ بھاگنے لگی ریت کے بنائے اُس گھر کی طرف جو اب زمین بوس ہو

چکا تھا۔۔۔ گڑیا نے نیچے جھک کر چھوٹا سا پتھر اٹھایا۔۔۔ اور اس لڑکے کی جانب اچھال دیا۔۔۔۔۔ جو ریت کے بنائے گھر کو گرانے کے بعد فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک اور پتھر اٹھانے کے لیے نیچے جھکی۔۔۔۔۔ پتھر مارنے کے لیے ہوا میں بلند اس کا دائیاں ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔۔۔۔۔ سنی اس لڑکے کے آگے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ رخ گڑیا کی جانب تھا۔۔۔۔۔

"اسے مت چھوڑنا۔۔۔" وہ غصے سے پھنکاری۔۔۔۔۔

"تم اسے کچھ نہیں کہو گی۔۔۔"

"تم تو میرے دوست ہو ناں۔۔۔" گڑیا کو رنج ہوا۔۔۔۔۔

"یہ میرا بھائی ہے۔۔۔۔۔" سنی اب اس لڑکے کو اپنے پیچھے چھپا رہا تھا۔۔۔۔۔

"یہ میرا گھر تھا۔۔۔۔۔" وہ روہانسی ہوئی۔۔۔۔۔ ایک نظر ریت پر ڈالی۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے پتھر کو زمین پر پھینکا۔۔۔۔۔ وہ پل کے لیے بھی وہاں نہیں رکنا چاہتی تھی سو نہیں رکی بھاگتے ہوئی دور جا رہی تھی۔۔۔۔۔



طیار ہاؤس میں مغرب کی اذان کے بعد خاموشی تھی۔۔۔۔۔ کلثوم بیگم کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

"کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔۔۔" ہمیشہ کی طرح کڑوا لہجہ۔۔۔۔۔

سفید گاڑی پورچ میں رکی۔۔۔ جوان مرد باہر نکلے۔۔۔۔۔ تعداد میں دو۔۔۔۔۔ تین۔۔۔۔۔!!
وہ لاؤنج میں آئے۔۔۔ کلثوم بیگم ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفہ پر بیٹھی تھیں۔۔۔ سلام دعا کے بعد اب وہ
ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔۔۔

صوفوں کی سامنے والی دیوار پر رستم کی تصویر تھی۔۔۔۔۔ وجیہہ مرد مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ ہیزل براؤن
آنکھیں چمک رہیں تھیں۔۔۔۔۔ بے حد ہینڈسم۔۔۔۔۔
خانساماں کمرے کے باہر کھڑا تھا کمرے سے آواز آرہی تھی وہ تسمیہ پڑھ رہا تھا۔۔۔ اس نے دروازے
پر ناک نہیں کیا۔۔۔ دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔۔
والضحی

(قسم ہے آفتاب کی روشنی کی۔۔)

وہ وہاں نہیں تھا کمرہ خالی تھا۔۔۔۔۔ بستر سلوٹ زدہ۔۔۔۔۔

واللیل إذا سجدی

(اور رات کی جب وہ چھا جائے۔)

خانساماں کے کانوں میں اسکی آواز رس گھولنے لگی وہ اپنے قدم نہیں روک پایا۔۔۔۔۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

(نہ تو چھوڑ دیا تمکو (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے رب نے اور نہ ہی ناراض ہوا۔)

خانساماں اس دروازے کی طرف بڑھا جو اسکے کمرے کی دائیں دیوار پر تھا۔۔۔۔۔

وللاخرة خیر لك من الأولى

(اور بیشک آخرت بہتر ہے تمہارے لئے دنیا سے۔)

دروازہ کھلا تھا۔۔۔ خانساماں اندر داخل ہوا۔۔۔ اس چھوٹے اٹیچ روم میں ایک دیوار پر ریکس بنے ہوئے تھے۔۔۔ جن میں بہت سی کیسٹس موجود تھیں۔۔۔ کمرے میں ایک میز تھی۔۔۔ کتابوں کا ڈھیر۔۔۔ وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔ چہرہ جھکائے۔۔۔ آنکھیں بند کیے۔۔۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى

(اور عنقریب عطا فرمائے گا تمہارا رب (اتنا کچھ) کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔)

اس آیت نے اسکے چہرے پر چمک کو بڑھا دیا تھا۔۔۔

ألم يجدك يتيماً فآوى

(کیا نہیں پایا اس نے تمہیں یتیم پھر ٹھکانہ دیا)

اسے کوئی آہٹ محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔ خانساماں اُسکی خوبصورت آواز سے لطافت اٹھا رہا تھا۔۔۔

ووجدك ضالاً فهدى

(اور پایا تمہیں ناواقف تو سیدھا راستہ دکھایا۔)

اسکی آواز میں ایک سحر تھا۔۔۔

ووجدك عائلا فاغنى

(اور پایا تمہیں تنگ دست تو غنی کر دیا۔)

خانساماں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔

فاما الیتیم فلا تقهر

(پس یہ کہ جو ہوا یتیم تو نہ ستم کرنا۔)

وأما السائل فلا تنهر

(اور یہ کہ جو ہوا مانگنے والا تو نہ جھڑکی دینا۔)

رستم نے جھکی گردن اٹھائی۔۔۔ آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔۔۔

وأما بنعمة ربك فحدث

(اور یہ کہ جو نعمت ہے تیرے رب کی تو اسکا بیان کرتے رہنا۔)

وہ تلاوت کرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے ہنوز کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

دعا مانگنے کے بعد ہاتھ منہ پر پھیر رہا تھا۔۔۔۔۔ ماتھے سے گردش کرتے ہاتھ لبوں تک آئے تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔۔

خانساں سحر سے آزاد ہوا۔۔۔۔۔

رستم کی نظر انکے جھریوں والے مسکراتے چہرے پر پڑی۔۔۔۔۔ گوری رنگت۔۔۔۔۔ بھوری آنکھیں۔۔۔۔۔

"خان بابا۔۔۔۔۔ آپ؟" وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"بیٹھیں۔۔۔۔۔ ناں۔۔۔۔۔" کرسی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"ارے بیٹا جیتے رہو۔۔۔۔۔" خان بابا نے اس کے سر پر محبت بھرا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

"آپکے دوست آئے ہیں۔۔۔۔۔ بیٹھک میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔ ٹھنڈا پیش کر دیا ہے۔۔۔۔۔ آپکے منتظر ہیں۔۔۔۔۔"

خان بابا نے آنے کا مقصد بیان کیا۔۔۔۔۔ اور اٹیچ روم سے باہر چلے گئے ورنہ کلثوم بیگم کی جلی کٹی باتیں پھر سننے کو مل جاتیں۔۔۔۔۔

"دودنوں سے مسجد نہیں آرہے خیریت؟؟" مبین نے سوال داغا۔۔۔۔۔ ابھی وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔

"جناب آپ تو لیکچر دینے بھی نہیں آئے۔" یہ آواز بلال کی تھی۔۔۔۔۔

"ہم نے سوچا خیریت دریافت کر لیں۔۔۔۔۔" احسن نے صوفہ پر پڑے کشن کو گود میں رکھتے کہا۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔۔ طبیعت ناساز تھی۔۔۔۔۔"

"طبیعت یا نیت؟؟"

"نہیں یار احسن۔۔۔!!" واقعی میں ڈسٹرب تھا۔۔۔

"کیا تم واقعی بہت بیمار تھے۔۔۔؟؟" بلال اب رستم کا ماتھا چھو رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ ڈسٹرب تھا۔۔۔ بیمار بھی تھا۔۔۔"

"مس طیاری نے کچھ کہا ہو گا پھر سے۔۔۔" احسن نے پھر سے کلثوم بیگم کو "مس طیاری" کہہ کر اپنے

جگمری دوست کی حالت کا گویا بدلہ لے لیا تھا۔۔۔

"احسن۔۔۔!!" رستم نے اسے گھورا۔۔۔

"ارے چھوڑو اسے۔۔۔ اسکا مطلب وہ نہیں تھا۔۔۔" مبین نے اپنے کم عقل بھائی کی صفائی پیش کی۔۔۔

"میرا وہی مطلب تھا۔۔۔" احسن مصر ہوا۔۔۔

"آج آؤ گے....؟؟"

"ہونہہ۔۔۔!!" اس نے ہنکارا بھرا۔۔۔

"تو واقعی بیمار تھا۔۔۔؟؟" اب احسن واقعی پریشان ہوا تھا۔۔۔

رستم نے کچھ سوچتے ہوئے نفی میں گردن جھٹکی۔۔۔

"دیکھا۔۔۔ مس طیاری کا ہی کام ہے۔۔۔" وہ پھر غرایا تھا۔۔۔

"احسن۔۔۔۔۔ چل نکلتے ہیں۔۔۔۔۔" مبین نے اسکا بازو کھینچنے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"یہ مروائے گا۔۔۔۔۔" بلال اب رستم سے مصافحہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

رات کی تاریکی نے اپنے پر پھیلا لیے۔۔۔۔۔ پرندے گھروں کو لوٹ گئے تھے۔۔۔۔۔ باہر کی دنیا خاموش تھی۔۔۔۔۔ عشاء کی اذان میں لگ بھگ دس منٹ باقی تھے۔۔۔۔۔ رستم لیکچر تیار کرنے کے بعد اسے ریکارڈ کرنے میں مصروف تھا ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔۔

"رستم شہزادے۔۔۔۔۔!!"

وہ کلثوم بیگم کی آواز پر پلٹا۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی کیسٹ کو ریک میں رکھا۔۔۔۔۔

"آئیں ناں ماں۔۔۔۔۔" اٹیچ روم میں پڑی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔۔ اس کمرے کو وہ سٹڈی کے لیے استعمال کرتا تھا۔۔۔۔۔

"میں یہاں اندر آنے یا بیٹھنے نہیں آئی۔۔۔۔۔ شہزادے کو ایک بات سمجھانے آئی تھی کہ درس دینے کے علاوہ بھی کوئی کام کاج کر لیا کریں۔۔۔۔۔" لہجہ تلخ۔۔۔۔۔ جملے کڑوے۔۔۔۔۔

"مطلب۔۔۔۔۔؟؟"

"مطلب تمہارا باپ نام تو سب تمہارے کر گیا۔۔۔۔۔ تمہیں یہ بھی سمجھا دیتا کہ مفت میں روٹیاں نہیں توڑتے ہاتھ بھی ہلانے پڑتے ہیں۔۔۔۔۔"

رستم کی پیشانی پر بل تھے۔۔۔۔۔ مگر وہ اُن بلوں سے انجان تھا۔۔۔۔۔

"آفس جاؤ کل سے۔۔۔ احتشام آجائے گا۔۔۔ جلد ہی۔۔۔" وہ پریشان ہوئیں تھیں۔۔۔ اب لہجہ تلخ نہیں تھا۔۔۔ مگر نرم بھی نہیں تھا۔۔۔

"میں دیکھ لوں گا ماں۔۔۔"

کلتھوم بیگم دروازے سے باہر نکل گئیں۔۔۔۔۔ رستم اب انکی پشت دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔



کھکشاں منزل میں زرد صبح طلوع ہوئی۔۔۔۔

کال کو ٹھہری میں۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔۔۔ شفاف چہرے پر پڑمردگی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دہکتی رنگت والا چہرہ آج بوجھل تھا۔۔۔۔۔ کانچ سی آنکھوں میں سو جھن۔۔۔۔۔ وہ سیاہ نقش و نگار والی چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔ پنکھا چل رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے نقش مختلف لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ مختلف دکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ایک آہٹ سنتے اسکی آنکھوں نے چھت سے دروازے تک کا سفر تہہ کیا وہ سینے پر ہاتھ باندھے تیکھی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں نے اسے دیکھا مگر کوئی رد عمل نہیں دیا۔۔۔ وہ پھر سے چھت کو گھورنے لگی۔۔۔۔
سفید محل کی کال کوٹھری میں سارا سامان نفاست سے رکھا گیا تھا۔۔۔ عمدہ مخملی قالین مگر رنگ
سیاہ۔۔۔ سیاہ دیواریں۔۔۔ سرمئی بیڈ شیٹ۔۔۔ سرمئی رنگ کے کل والے لباس میں ملبوس۔۔۔ سیاہ
سلک کا مفلر سلوٹ زدہ۔۔۔

وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے اس گوری لڑکی کو چبھتی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔

"آپی۔۔۔!!" اس نے بھرائی آواز میں کہا۔۔۔

"ہوں۔۔۔" نظریں چھت پر جھولتے پتکھے پر تھیں۔۔۔

"آپ مجھے اٹھانے نہیں آئیں۔۔۔ یہ میری زندگی میں پہلی بار ہوا ہے۔۔۔" وہ اب رو دینے کو
تھا۔۔۔

"میں آرہی تھی۔۔۔" اسکی درد بھری آواز نے کہکشاں کو خیالوں کی دنیا سے باہر نکال دیا۔۔۔
"آپکی زندگی میں اس قدر مصروفیات ہیں جو آپ مجھے بھول گئیں۔۔۔؟؟" وہ اپنے لفظوں سے اسے
کوڑے مار رہا تھا۔۔۔

وہ جھٹ سے اٹھی وال کلاک کو دیکھا۔۔۔ سوئیاں صبح کے دس بج رہیں تھیں۔۔۔ آج وہ جاگنگ
کے لیے نہیں گئی تھی۔۔۔ باپ کے ذکر نے اسکی زندگی کی ایک صبح کو گرہن لگا دیا تھا۔۔۔

"عبداللہ میرے بچے مجھے وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیا دلیل پیش
کرے کہ عبداللہ کے سوال نامے سے بچ جائے۔۔۔

"آپ کو سورج کی روشنی سے بھی وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔۔۔" اس نے سرمئی پردوں کو ہٹایا۔۔۔ تو کمرے کی ایک گلاس وال سے سورج کی روشنی نے سیاہ کمرے میں کرنیں بکھیر دیں۔۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔" ہار نہ ماننے والی نے ہار مان لی۔۔۔ غلطی تسلیم نہ کرنے والی نے غلطی تسلیم کر لی۔۔۔ معذرت نہ کرنے والی نے معافی مانگ لی۔۔۔ اُس کے لیے کونسی انا؟۔۔۔ اس کے سامنے کیسا گھمنڈ۔۔۔؟؟ محبت سے گوندھے رشتے بچانے کے لیے انا کو کچلنا پڑتا ہے۔۔۔ سو اس پل اس نے ایسا ہی کیا۔۔۔

عبداللہ کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔ آنسو آنکھوں سے ٹپکے اور عارضوں پر ٹھہر گئے۔۔۔ "آئی ایم سوری"۔۔۔

"اچھا اب ہاتھ مت لگائیں کانوں کو بار بار۔۔۔ یہ بہت awkward ہے۔۔۔"

"ایسا آخری بار ہوا۔۔۔ آئندہ نہیں ہوگا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔" کہکشاں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ "می ٹو۔۔۔" وہ اس کے بالوں کو سہلا رہی تھی۔۔۔

عبداللہ اسکے حصار سے نکلتے ہوئے۔۔۔ دروازے کی جانب رخ موڑ گیا۔۔۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ششدر۔۔۔ ساکت۔۔۔

وہ چلا گیا تھا۔۔۔ اب دروازہ بند تھا۔۔۔ وہ بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھ گئی۔۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر رات جاگنے کی وجہ سے سرخ آنکھیں دروازے پر ٹکیں۔۔۔

"آئی لو یو۔۔۔" دروازے میں کھڑا شرارتی مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

کہکشاں کا بو جھل چہرہ چمک اٹھا۔۔۔۔

"رک تُو۔۔۔" وہ بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف لپکی۔۔۔۔

وہ اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔۔ آج گورے پاؤں ہیل سے آزاد تھے۔۔۔۔ عبداللہ اسکے آگے زینے پھلانگ رہا تھا۔۔۔۔ خاموش کہکشاں منزل میں دونوں کے قہقہے گونجنے لگے۔۔۔۔



"اس لڑکی کے دماغ میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ چلتا ہی رہتا ہے۔۔۔۔ اس سے کسی سیدھی بات، سیدھے کام کی امید رکھنے والا بیوقوف ہی ہو گا۔۔۔۔ یہ جو بھی کرے گی وہ الٹ پلٹ ہی ہو گا۔۔۔۔" ماں لکڑی کی الماری میں کپڑے تھیں لگا کر رکھ رہیں تھیں۔۔۔۔ جو یقیناً اسی نے صبح کپڑے نکالتے ہوئے بکھیرے تھے۔۔۔۔

"ماں آپکو کیسے پتا وہ الٹ پلٹ ہی ہو گا؟" لقمہ توڑتے اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکے۔۔۔۔ وہ سر اٹھائے ماں سے گویا ہوئی۔۔۔

"کیونکہ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔۔"

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔

"وہ کیسے؟؟"

"میں تیری ماں جو ہوں۔۔۔ میری ماں۔۔۔ تجھ سے تو کچھ بات کرنا ہی بیکار ہے۔۔۔" ماں نے جل کر کہا۔۔۔

"ماں بیکار کیا ہوتا ہے۔۔۔؟؟" لقمہ نگلتے ہی سوال داغا۔

ماں اسکے پاس آئیں اور چارپائی پر بیٹھ گئیں۔۔۔

"گڑیا۔۔۔ میری بچی۔۔۔ تو بیکار ہے۔۔۔"

گڑیا جو ماں کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔۔۔ سارا موڈ خراب ہو گیا۔۔۔۔۔ ماں کے دیے القابات میں ایک اور لقب "بیکار" جمع ہوا۔۔۔

"چھٹیاں ناجانے کیوں ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔" اب وہ چارپائی سے لٹکائی ٹانگوں کو جھلا رہی تھی۔۔۔۔۔

"چھٹیاں ناجانے کیوں ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔" ماں اسکی نقل اتارتے ہوئے الماری میں کپڑے رکھنے لگیں۔۔۔۔۔

چار بجے وہ ساحل کنارے موجود تھی۔۔۔۔۔ گرم ہوا جسم کو جھلسا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا ہلکا سبز رنگ کا لباس جس پر شیشے لگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ چمک رہا تھا۔۔۔۔۔

سنی اسکے ساتھ کھڑا اپنے پیروں کو دیکھ رہا تھا جن پر ریت چپکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دونوں کے جوتے پاس ہی اترے پڑے تھے۔۔۔۔۔

"آج تمہارا بھائی نہیں آیا؟؟؟"

"نہیں۔۔۔"

"مگر کیوں؟" اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جس نے دھوپ کی شدت کی وجہ سے اپنے ماتھے پر ہاتھ ٹکایا ہوا تھا۔۔۔

"تم کب جاؤ گے۔۔۔۔؟؟" سنی سے جواب نہ ملنے کی صورت میں نیا سوال پوچھا۔۔۔

"مجھے کہاں جانا ہے۔۔؟؟"

"اپنے گھر۔۔۔۔"

"بس کل یا پرسوں۔۔۔۔"

"تمہیں میری یاد آئے گی؟؟"

وہ اُسے مسلسل دیکھ رہا تھا۔۔۔ آخر اُس کے دیکھنے سے بیزار ہو کر گڑیا نے دائیاں ہاتھ ہلایا۔۔۔ ابرو اچکائے۔۔۔

"تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔؟"

"کیونکہ۔۔۔" اُس نے گڑیا کو دیکھا جو اب ناخن چبا رہی تھی۔

"بتاؤ گی؟؟"

"تم تو مجھے کبھی نہیں بھولتے۔۔۔ جس دن سے تم سے ملی ہوں تبھی سے۔۔۔ ماں کہتی ہے سچے دوستوں کو بھلایا نہیں جاسکتا۔۔۔ اسی لیے پوچھا۔۔۔"

"تم مجھے یاد کرو گے؟؟" وہ مضطرب سی اسکی بھوری آنکھوں کو دیکھتی جواب تلاش کر رہی تھی۔۔۔

"میں تمہیں نہیں بھلا پاؤں گا۔۔۔"

"اسکا مطلب تم میرے سچے دوست ہو۔۔۔۔" وہ مسکرائی۔۔

"گڑیا۔۔؟"

"ہونہ۔۔۔۔" گڑیانے اسے دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"تم ہمیشہ حجاب کر کے رکھتی ہو؟" آج اسکا سکارف صاف تھا۔۔ اور رنگ میں سفید نہیں سرمئی تھا۔۔

"ہاں۔۔۔۔ ماں کہتی ہے لڑکیوں کی خوبصورتی ہوتی ہے۔۔"

"صحیح کہتی ہیں۔۔۔" سنی کو وہ اچھی لگی تھی۔۔۔

"تم نماز پڑھتی ہو؟"

"ہاں۔۔۔۔"

"لیکن میں تو نہیں پڑھتا۔۔۔" اس نے شانے اچکائے۔۔۔

"بہت بری بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تو ہم نماز کیوں ناں

پڑھیں؟"

"میرے ماں اور بابا دونوں نماز پڑھتے ہیں۔۔۔۔"

وہ خاموش تھا۔۔۔۔!!

"اب کیا ہوا؟" گڑیا کو اسکی خاموشی سے کوفت ہوئی۔۔۔۔

"تم میری شادی میں آؤ گے؟؟"

"کب ہے تمہاری شادی؟"

"جب میں سولہ برس کی ہوں گی تب۔۔۔ چار سال بعد۔۔۔" اس نے انگلیوں پر گنتے ہوئے کہا۔۔۔

سنی کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔

"تم ہنس کیوں رہے ہو؟ میں نے اپنی شادی میں نہیں بلانا تمہیں۔۔۔۔"

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔۔

"اب آسمان میں کیا ڈھونڈھ رہی ہو؟ اپنا دولہا۔۔۔؟؟؟"

"تم بھی ڈھونڈ لو اپنی دلہن۔۔۔۔ جلو تو مت۔۔۔۔" اسکا لہجہ سخت تھا۔۔۔۔ گڑیا کو محسوس ہوا اس نے

غلط وقت پر غلط بات کا ذکر کیا تھا۔۔۔۔ یا غلط شخص سے کیا تھا وہ شرمندہ تھی۔۔۔۔۔

"نہیں مجھے تو مل گئی۔۔۔۔"

"ہیں۔۔۔۔؟؟ واقعی۔۔۔۔" وہ متجسس تھی۔۔۔۔۔

"دکھاؤ گے؟؟"

"ہاں۔۔۔۔۔"

"کب؟؟" گردن اسکی طرف موڑی۔۔۔۔ وہ اسکی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔

"ابھی۔۔" یہ کہتے ہی۔۔۔ گرے رنگ کی۔۔۔ لان کی شرٹ کے سامنے لگی جیب میں ہاتھ
ڈالا۔۔۔۔۔

"فوٹو ہے؟؟"

"یہ رہی۔۔۔" اس نے سرمئی سکارف والی لڑکی کو دیکھا آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔
گڑیا نے اسے دیکھا۔۔۔ وہ ہاتھ میں آئینہ تھامے مسکرا رہا تھا۔۔۔



جاری ہے۔۔۔۔۔!

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔"

السلام علیکم احباب۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں
ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا
پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہریچ کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔ لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔ شکرہ۔۔۔۔۔